OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN(E) 2788-4058
ISSN(P) 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 136-156

فلسطین میں تصوف کی روایت

The Tradition of Tasawwuf in Palestine

Hafiza Tahira Mumtaz

M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Govt. College Women University, Faisalabad

Dr. Imrana Shehzadi

Assistant Professor, Department of Arabic, Government College Women University, Faisalabad

Abstract

The word Sufism is the name of the special method on which a Sufi practice is born. Sufism has been given the name of self-purification in the term of the Holy Quran and Ihsan in the term of the blessed hadith. It is generally believed that the word Sufi is derived from the word Sufi, which means woolen cloth, while the word Sufi is derived from the Greek word Sufi, meaning wisdom and knowledge. Sufism is the spiritual part of the human body and is an important and integral part of the Islamic heritage. Sufis have played an important role in the propagation of Islam in every era. Like other Islamic countries, the tradition of Sufism is very old in Palestine. Sufism in Palestine symbolizes the spirituality of the place. This is the reason why there are still many mystical monuments in Palestine.

Keywords: Sufis, Sufism, Palestine, Services

فلسطین مذہبی اعتبار سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ انبیاء کی سرزمین ہے جہاں بہت سے انبیاء کرام پیدا ہوئے۔ اس کی مذہبی حیثیت اس سرزمین پر موجود مسلمانوں کے قبلہ اوّل "مسجدِ اقصیٰ" کی وجہ سے مزید بڑھ جاتی ہے۔

مسجدِ اقصیٰ جہاں معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت کروائی اور سارے انبیاء کرامؑ نے آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی۔ سرزمینِ فلسطین نے اسلام، یہودیت اور

عیسائیت کی حکمرانی دیکھی۔یعنی فلسطین کی مذہبی حیثیت اس سرزمین پر کئی مذاہب کے آنے سے بڑھ جاتی ہے۔اس مقدس سرزمین پر جہاں بہت سے انبیاء پیدا ہوئے وہیں بہت سے انبیاء نے اس کی طرف ہجرت بھی کی۔یہی وجہ ہے کہ اس سرزمین کو مقدس سرزمین کہا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ فلسطین تین توحیدی مذاہب کے پیروکاروں کی سرزمین ہے۔

اس ارضِ مقدسہ کا ذکر اللہ رب العزّت نے اپنے کلام میں بارہا فرمایا ہے:

1۔ سورۃ المائدۃ میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

"یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ"(1)

(اے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جو اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان پر پلٹو گے)

اس آیت مبارکہ میں "ارض المقدسہ" سے مراد بیت المقدس کی سرزمین ہے۔یعنی یہ سرزمین اطاعت گزاروں اور ادب واحترام کرنے والوں کیلئے ہے نہ کہ سرکشوں کے لئے۔

2۔ قرآن پاک کے جزو(17) کی سورۃ الانبیاء میں ارشاد ربانی ہے:

"وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ"(2)

(اور ہم نے اُسے اور لوط کو نجات بخشی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے جہاں والوں کے لیے برکتیں رکھی ہیں۔)

ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیمؑ کو ملک شام یعنی مقدس سرزمین کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

"واخرجه من بین اظهرهم مهاجرا الیٰ بلاد الشام، الیٰ الارض المقدسة منها۔۔۔" (3)

11۔ اسی طرح سورۃ "بنی اسرائیل" کی پہلی آیت میں واقعہ معراج کا تذکرہ ہے:

"سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ-اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ"(4)

(پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم نے اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔)

اس آیت مبارکہ میں مسجدِ اقصیٰ کا ذِکر ہے جو ارضِ مقدسہ پر واقع ہے۔

مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ ارضِ مقدسہ نہایت فضیلت کی حامل ہے۔

ارض فلسطین (شام)، مسجد اقصی کی فضیلت اور مقام و مرتبہ کے بارے میں متعدد احادیث موجود ہیں۔ یہاں تک کہ مختلف لکھنے والوں نے ان کی فضیلت و مقام کے سلسلہ میں باقاعدہ مجموعے بھی ترتیب دیے ہیں۔ ذیل میں چند احادیث نبویہ ﷺ بیان کی گئی ہیں جو ارض مقدسہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔

1۔ بخاری شریف کی روایت میں ذِکر ہے:

''قَالَ : سَمِعْتُ أبا سعيدِ الْخُدري (رضي الله عنه) يُحَدِّثُ بِأَرْبَعٍ عَنِ النبيﷺ فأَعْجَبْنَني وَ آنَقْنَنِي قال... ولاتُشدُّ الرّحال إلَّا إلٰى ثَلاثةِ مساجِدٍ: مَسجِدِ الْحَرامِ ، ومَسجِدِ الأَقصىٰ ، ومسجِدِيْ''(5)

(راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) کو رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے چار حدیثیں بیان کرتے ہوئے سنا جو مجھے بہت پسند آئیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجدوں کیلئے کسی کیلئے کجاوے نہ باندھے جائیں: مسجد حرام اور مسجد اقصی اور میری مسجد (یعنی مسجد نبوی))

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے تین مساجد کی فضیلت کا ذِکر فرمایا ہے جِن میں ''مسجدِ حرام''، ''مسجدِ نبویؐ'' کے ساتھ مسجدِ اقصیٰ کا بھی ذِکر ہے۔

معلوم ہوا کہ مسجدِ اقصیٰ کا بھی نہایت فضیلت کی حامل ہے۔ اس مفہوم کی روایت صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔

9۔ ایک حدیث مبارکہ ہے:

''قال رسولُ اللہِ ﷺ: ستَخْرُجُ نارٌ مِن حضرِ مَوتٌ أَومِن نحوِبحرِ حَضرَموت قَبْلَ یومِ القیامۃِ تَحْشُرُ الناسَ قالو: یارسول اللہ فماتاَمُرُنا؟ قال: عَلَیکُم بالشامِ''(6)

(آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب حضرموت یا حضرموت کے سمندر سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی۔ انہوں (صحابہ کرام) نے فرمایا: ایسے وقت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس وقت شام کے علاقے میں سکونت اختیار کرنا۔)

12۔ مستدرک حاکم کی ایک اور روایت ہے:

''أَنَّ النبیَ ﷺ قال: الشامُ صفوۃُ اللہِ من بِلادِہٖ لیسوقُ الَیها صفْوۃُ عِبادِہٖ

مَنْ خَرَجَ من الشامِ إلى غيرِها فبِسَخَطِهِ ومَن دَخَل مِن غيرِهِ فَبرحمتِهِ''(7)

(آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شام اللہ کی منتخب کردہ (زمین) ہے اس کے ممالک میں سے وہ اپنے چنے ہوئے بندوں کو اس کی طرف لے کر جاتا ہے۔ جو شخص شام سے اس کے علاوہ کی طرف نکلا تو وہ اس کے غضب (ناراضگی) میں ہے اور جو کسی اور جگہ سے اس (شام) میں داخل ہوا۔ تو وہ اللہ کی رحمت میں ہے۔)

تاریخی حیثیت

کوئی بھی مؤرخ یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلسطین میں آباد ہونے والے کون تھے اور کب یہاں آکر بسے مگر کچھ اشاروں کنایوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چودھویں صدی قبل مسیح میں یہاں پر ایک جماعت آکر آباد ہوئی جن کو "نطوفیین" کہا جاتا ہے۔ فلسطین میں ان لوگوں کے آثار پائے گئے مگر کوئی بھی یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ لوگ کون تھے اور کہاں سے آئے تھے۔

اسلام کی آمد

فلسطین میں جزیرۃ العرب سے ہجرت کر کے آنے والے قبائل نے اسلام قبول کیا تو یہ لوگ بھی عربی زبان بولنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ فلسطین کی شناخت بطور سرزمین اسلامی مسلسل قائم رہی اگرچہ یہاں پر مختلف اقوام نے اپنی حکومت قائم کر کے مسلمانوں کو یہاں سے بے دخل کرنے کی انتھک کوششیں جاری کیں مگر یہاں کے باشندے بھی بالمقابل اس کو آباد کرنے کی مسلسل جدوجہد کرتے آئے ہیں۔

ابن عساکر کی روایت کے مطابق فلسطین میں آنے والے انبیاء میں سب سے پہلے نبی اللہ کے خلیل حضرت ابراہیمؑ ہیں۔

بارہویں صدی قبل مسیح میں بنی اسرائیل حضرت یوشعؑ کی قیادت میں فلسطین کی سرزمین میں داخل ہوئے کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت یوشع کو قوم عمالقہ سے جنگ کیلئے بنی اسرائیل پر امیر مقرر فرمایا تھا۔ انہوں نے کنعانیوں کے ساتھ جنگ کی۔ گیارہویں صدی قبل مسیح میں طالوت نے بنی اسرائیل پر حکومت کی اور اسی دوران فلسطینیوں سے بھی جنگ کی۔ فلسطینیوں کا سپہ سالار جالوت تھا۔ جالوت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں قتل کروایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو بنی اسرائیل پر بادشاہ مقرر کر دیا اور انہوں نے فلسطین پر باقاعدہ مملکت قائم کی۔

دنیا میں سب سے پہلے **بیت اللہ** کی تعمیر کی اور اُس کے بعد **بیت المقدس** یعنی مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر کی گئی۔ پھر حضرت سلیمانؑ کی حکومت 963ق م سے 923ق م تک رہی اور ان کے بعد یہ مملکت دو حصوں میں بٹ گئی:

1۔ اسرائیلی حکومت

2۔ یہوداکی حکومت

اللہ تعالیٰ نے 571ء میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ عیسائی بھی تثلیث کے قائل ہو چکے تھے اور عربوں میں شرک اور بت پرستی عام ہو چکی تھی۔ اور یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد ان تمام برائیوں کو ختم کرنا اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کروانا تھا۔ لیکن جب نبی ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا تو سب لوگ آپ کے مخالف ہو گئے اور مختلف طریقوں سے حضور ﷺ کو اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ مسلمانوں اور روم کے عیسائیوں کے درمیان غزوہ تبوک بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

بعد ازاں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے شام اور روم پر فتح حاصل کرنے کیلئے 2700 کا لشکر تیار کیا اور اس کو شام کے مختلف علاقوں کی طرف بھیجا۔ اُردن کی طرف حضرت شرجیل (رضی اللہ عنہ) کو، دمشق میں حضرت یزید (رضی اللہ عنہ) بن ابی سفیان کو "حمص" کیلئے حضرت ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) بن الجراح کو اور فلسطین کی طرف حضرت عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) کو روانہ فرمایا۔

640ء میں شام مکمل طور پر مسلمانوں کے قبضے میں آ چکا تھا تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے انتظامات میں آسانی کیلئے ملک کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا:

(1) دمشق (2) حمص

(3) اُردن (4) فلسطین

پھر اس کے بعد فلسطین پر مختلف ادوار میں مختلف حکومتیں قائم رہیں۔ 9471ء میں فلسطین کے دو حصے کر دیے گئے:

(1) اسرائیل (2) فلسطین

یہودیوں کو فلسطین کا 55 فیصد حصہ دیا گیا جبکہ مسلمانوں کو 45 فیصد حصہ ملا۔ اُس وقت سے لے کر آج تک فلسطین میں جہاد جاری ہے۔

تصوف کی اہمیت، تاریخ اور سلاسل

تصوف کے بارے میں بحث کرنے سے پہلے ہمیں تصوف کے اصل معنیٰ اور مشتقات کا علم ہونا ضروری ہے، کہ اس لفظ کی اصل کیا ہے؟، یہ کس سے مشتق ہے؟، اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ

تصوف کی اصل اور مشتقات

لفظ تصوف کے متعدد مشتقات ہیں۔ ان میں سے چند ذیل میں درج ہیں:

ابو الحسن الکناد سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

"صوفی کا لفظ 'صفا' سے ماخوذ ہے۔"(8)

اس کا معنیٰ ہے پاکیزگی اور صفائی قلب۔ یعنی صوفی وہ شخص ہوتا جو اپنے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی طہارت کا بھی خاص خیال رکھتا ہے۔

اسی طرح ابو نصر سراجؒ فرماتے ہیں:

"الصوفیۃ نسبو الیٰ ظاھر اللبسۃ، لان لبسۃ الصوف راب الانبیاء وشعار الاولیاء والا صفیاء"(9)

(صوفیاء اپنے ظاہری لباس کی وجہ سے صوفی کہلائے، یہ اس لیے کہ بھیڑیوں کی اُون کے کپڑے پہننا انبیاء، اولیاء اور برگزیدہ ہستیوں کا نشانِ خاص ہے۔)

اسی طرح صوفی کا معنی پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب میں یوں لکھا ہے کہ:

"Now quite certain that it is derived from the word Suf 'Wool' , which view is confirmed by the equivalent pashmina-push, 'wool-wearer', applied to these mystics in Persian"(10)

(کہ اب یہ بات بالکل یقینی ہے کہ صوفی کی نسبت 'صوف' کی طرف ہے اس لیے کہ ایران میں صوفی کو پشمینہ پوش کہا جاتا ہے۔)

مندرجہ بالا اقوال کے علاوہ بھی لفظ صوفی کے مشتقات کے بارے میں بہت سے اقوال ملتے ہیں۔

تصوف کی تعریف

تصوف کی تعریف میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مختلف علماء، صوفیاء نے اس کی تعریفیں بیان کیں ہیں۔ "امام الحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں:

تصوف نفس کو عبوریت کے سانچے میں ڈھالنے اور اسے احکام ربوبیت کی طرف لے جانے کا نام ہے۔"(11)

ایک دوسری جگہ امام النوری فرماتے ہیں:

"تصوف انسانی خواہشات چھوڑنے کا نام ہے۔"(12)

تصوف مذہب کی روح ہے۔ یعنی تصوف کی اہمیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی جسم کی تخلیق کی طرف سے پیدا ہوتی ہے۔

تصوف کی ابتداء اور تاریخی پس منظر

جیسے تصوف کی تعریف اور اصل میں اختلاف پایا گیا ہے اسی طرح اس بات میں بھی مختلف آراء ہیں کہ تصوف کا سب سے پہلے استعمال کس نے کیا؟

اس بارے میں مشہور ائمہ جن میں ابنِ جوزیؒ، ابنِ خلدونؒ اور ابنِ تیمیہ وغیرہ کا کہنا ہے کہ لفظِ تصوف پہلی تین صدیوں تک استعمال نہیں ہوا۔

جبکہ امام احمد بن حنبلؒ اور سفیان ثوریؒ کی رائے ہے کہ انہوں نے اس لفظ کا استعمال کیا ہے۔

مشہور متشرق نیکلسن کہتا ہے:

"سب سے پہلے تصوف کا لفظ کا استعمال ابوھاشم الکوفی التوفی 150 ہجری کیلئے ہوا۔"(13)

بہر حال لفظ تصوف اگرچہ جدید ہے لیکن اس کا معنی عام اچھی صفات کا مالک ہونا تو یہ رسول اللہ ﷺ اور صحابی کرام رضوان اللہ اجمعین پر بھی صادق آتے ہیں۔

سلاسلِ تصوف

تصوف کے متعدد سلسلے ہیں جن میں سے معروف چار ہیں۔

قادریہ	نقشبندیہ
چشتیہ	سہروردیہ
قادریہ	

اس سلسلے کے بانی" شیخ محی الدین عبدالقادر بن موسیٰ بن عبداللہ جیلانیؒ"(471ھ - 561ھ) آپؒ طبرستان کے نزدیک جیلان میں پیدا ہوئے۔یہی وجہ ہے کہ آپؒ کی نسبت جیلانی ہے۔ "علامہ اقبالؒ"کا تعلق اس سلسلہ سے تھا۔ سلسلہ قادریہ کو ام السلاسل بھی کہا جاتا ہے۔

نقشبندیہ

یہ سلسلہ بہت مشہور ہے ۔ اس کا بانی شیخ بہاؤالدینؒ ہیں۔ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔اس سلسلے کی نسبت حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے ہے۔ اس سلسلے کے مختلف ادوار میں مختلف نام رہے ہیں۔اس سلسلے میں شریعت کی پیروی اور سنت کی پیروی کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

چشتیہ

اس کے بانی ابو ابدال چشتیؒ ہیں۔ جبکہ برصغیر میں اس سلسلے کے مرید خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہیں۔ یہ سلسلہ خانقاہیں بنانے میں معروف ہے۔اس سلسلہ کی اساس عشقِ الٰہی پر ہے۔

سہروردیہ

اس سلسلہ کی بنیاد شہاب الدین عمر بن محمد صدیقیؒ نے رکھی جو سیدنا ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی اولاد میں سے تھے۔اس سلسلہ میں علم اور عمل دونوں پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔یہ سلسلہ بغداد میں پھیلا اور وہاں سے خواجہ بہاؤالدین ملتانیؒ کے توسط سے برصغیر میں آیا۔ مندرجہ بالا چار سلاسل معروف تھے۔اب چند غیر معروف سلسلوں کا ذکر کیا جائے گا۔

غیر معروف سلسلے

احمدیہ / البدویہ	اویسیہ	
تجانیہ	جلوتیہ	
جنیدیہ	حکیمیہ	
خوریہ / حروفیہ	حلمانیہ	
قلندریہ	مجددیہ	محمدیہ

اَرضِ مُقدسہ میں تصوف اور صُوفیاء کا آغاز

ارضِ مقدسہ میں تصوف پر بہت کام ہوا ہے اور بڑے بڑے صوفیاء کرام اس سر زمین پر تشریف لائے اور بہت سی خدماتِ دین سر انجام دیں۔یہی وجہ ہے کہ روحانیت جو تصوف کی اصل ہے اِس نے بہت سے لوگوں کو متوجہ کیا جو اسلام کے بارے میں نہیں جانتے تھے جیسا کہ مارٹن لنگز کہتا ہے کہ میں ایک یورپی ہوں اور میں نے روح کی نجات کو صرف تصوف میں پایا ہے۔اپنی ایک کتاب میں مارٹن لنگز نے تصوف کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"Sufism is nothing other than Islamic mysticism, which means that it is the central and most powerful current of that tidal wave which constitutes the Revelation of the Islam"(14)

(تصوف اِسلامی تصوف کے علاوہ کچھ نہیں ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس سمندری لہر کا مرکزی اور سب سے طاقتور دھارا ہے جو اسلام کے نزول کو تشکیل دیتا ہے۔)

کہا جاتا ہے کہ فلسطین میں تصوف ماضی کی توسیع ہے وہاں کے بعض لوگ اِسے میراث کے طور پر لیتے ہیں اور بعض روایت کے طور پر۔ جبکہ آج کے دور میں بھی اس پر عمل کرنے والے موجود ہیں۔

اِسی لیے القدس میں بہت سی خانقاہیں موجود ہیں جن میں دوادارِیۃ، کریمیہ، فخریہ، اسعدیہ، منجکیہ، مولویۃ، صلاحیہ، بسطامیہ اور زاویۃ افغانی اور زاویۃ ادھمیہ وغیرہ معروف ہیں۔

ارضِ مُقدسہ کے معروف صوفیاءِ کرام

اس بابرکت سرزمین سے بہت سے صوفیاء کرام کا تعلق ہے۔ذیل میں چند معروف ہستیوں کا ذکر کیا جائے گا۔

ابراہیم بن اَدھمؒ

آپؒ کا نام ''ابو اسحٰق ابراہیم بن ادھمؒ بن منصور'' ہے۔ آپؒ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں صحیح قول کسی کتاب میں موجود نہیں ہے البتہ آپؒ کا پہلے طبقہ کے صوفیاء میں شمار ہوتے ہیں۔

نفحات الأنس میں لکھا ہے:

''ابراهيم بن أدهم، قدس الله روحه من الطبقة الاولىٰ''(15)

(ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ پہلے طبقہ میں سے ہیں۔)

آپؒ کے بارے میں آتا ہے کہ آپؒ خراسان کے شہر بلخ کے رہنے والے تھے۔ آپؒ بادشاہوں کی اولاد میں سے ہیں۔ آپؒ نے دنیاوی جاہ و جَلال ترک کیا اور اہلِ زہد کی صحبت اختیار کر لی۔ ابراہیم بن ادھمؒ بلخ سے آنے والی ابتدائی شخصیات میں سے ایک ہیں جو شام میں آباد ہوئے اور تقریباً چوبیس سال یہاں قیام فرمایا۔

آپؒ کی وفات کے بارے میں اِختلاف ہے کہ کس سنِ ہجری میں ہوئی:

"بہر حال آپؒ 160 ہجری، 776ء اور 166 ہجری ، 783ء کے درمیان فوت ہوئے۔"(16)

ابو سلیمان الدارانیؒ

آپ کا نام "عبدالرحمٰن بن عطیہ" ہے۔ کنیت "ابو سلیمان" ہے اور "دارانی" نسبت ہے۔ آپؒ دمشق کی ایک بستی داریا میں پیدا ہوئے۔ آپؒ شام کے نامور مشائخ میں سے ایک ہیں اور آپؒ ابو سلیمان دارنی کے نام سے معروف ہیں۔ آپؒ کا شمار بھی طبقۂ اُولیٰ کے صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپؒ کی وفات 205 ہجری یا 215 ہجری میں ہوئی۔ زیادہ صحیح قول 215 ہجری کا ہے۔

الطبقات الصوفیۃ میں لکھا ہے:

"ومات سنۃ خمس عشرۃ ومائتین"(17)

(اور ان کا انتقال دوسو پندرہ میں ہوا۔)

آپؒ کے ایک اُستاد جُنید نے آپ کو ریحانۃ الشام کا لقب دیا ہے۔

ابوہاشم الصوفیؒ

آپؒ کا نام "عثمان بن شریک کوفی" ہے۔ لیکن آپ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپؒ سفیان ثوریؒ کے ہم عصر تھے۔ آپؒ ویسے تو کوفہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن شام میں رہائش اختیار کیے ہوئے تھے:

"امام اصفہانی نے اپنی کتاب میں اِن کو ابوہاشم زاہد کے نام سے درج کیا ہے۔"(18)

سفیان ثوریؒ آپؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لولا أبو ھاشم الصوفی ماعرفت دقیق الریاء"(19)

(اگر ابوہاشم صوفی نہ ہوئے تو مجھے ریا کا صحیح علم نہ ہوتا۔)

آپؒ کی تاریخ پیدائش کی طرح وفات کی تاریخ بھی پوشیدہ ہے البتہ وفات کے بارے میں قول155 ہجری کا آتا ہے۔

ابراہیم بن سعد العلویؒ

آپؒ کا نام "ابراہیم بن سعد" ہے اور کنیت "ابو اسحٰق" ہے۔ آپؒ بغداد کے مشائخ میں سے ہیں۔ البتہ نفحات الانس میں لکھا ہے:

"وذهب إلى الشام متوطن بها"[20]

(اور آپؒ شام گئے اور وہاں پر سکونت اِختیار کی۔)

آپؒ ابراہیم بن اَدھمؒ کے ہم منصب تھے۔ ابراہیم بن سعدؒ صاحبِ کرامات بزرگ تھے۔

ابو عمر والدمشقیؒ

آپؒ کا نام "ہارون بن عمر" ہے اور آپ اپنی کنیت ابو عمر والدمشقی سے مشہور ہیں آپؒ بھی علمِ تصوف میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ آپؒ شام کے بڑے مشائخ میں سے ہیں۔ الطبقات الصوفیۃ کے مصنف نے آپؒ کو تیسرے طبقہ کے صوفیاء میں شمار کیا ہے۔ آپؒ نے ابو عبداللہ بن الجلاءؒ اور ذوالنونؒ مصری جیسے مشائخ کی صحبت حاصل کی۔ آپؒ کا انتقال320 ہجری میں ہوا۔

عُمر بن عاصمؒ

آپؒ کا پورا نام "عمر بن عاصم بن محمد بن ولید بن عتبۃ ابن ربیعۃ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی" ہے۔ آپؒ قریشی تھے۔ آپؒ کا تعلق بھی دمشق سے تھا۔ علی بن اَبی حملۃ فرماتے ہیں:

"أدركتُ بدمشق رَجلين يُقصدان و يغشيان: عصر بن عاصم بن محمد بن الوليد ابن عتبة بن ربيعة، وعبد الرحمٰن بن الحكم."[21]

(میں نے دمشق میں دو لوگوں کو پایا کہ وہ جو اِرادہ کر لیتے تو اُسے پایۂ تکمیل تک پہنچاتے اُن میں سے ایک عمر بن عاصم بن محمد بن ولید ابن عتبہ بن ربیعہ اور دوسرے عبد الرحمٰن بن حکم تھے۔)

ابو اسحٰق الرقیؒ

اِن کا نام "ابراہیم بن داوٗد" ہے۔ ابو اسحٰق الرقی کے نام سے معروف تھے۔ "ابو اسحٰق" کنیت

ہے۔ آپؒ شام کے کبار مشائخ میں سے ایک تھے۔ آپؒ جنید بغدادی اور ابن جلاء رحمھم اللہ اجمعین کے احباب میں سے تھے۔ آپؒ کا انتقال 326 ہجری میں ہوا۔

ابو عبد اللہ الجلاءؒ

آپؒ کا نام احمد بن یحیٰ الجلاء ہے۔ کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپؒ کا تعلق تیسری صدی ہجری کے صوفی مشائخ سے ہے۔ الطبقات الصوفیۃ کے مصنف لکھتے ہیں:

''واسمہٗ احمد بن یحییٰ۔۔۔ ویقال محمد بن یحییٰ، واحمد أصح۔۔۔ کان أصلہٗ من بغداد، أقام بالرملۃ و دمشق وکان من جلۃ مشائخ الشام''(22)

(اور ان کا نام احمد بن یحیٰ ہے اور بعض نے محمد بن یحیٰ کہا ہے لیکن احمد زیادہ صحیح ہے۔ آپ اصل میں بغداد سے تھے آپ رملہ اور دمشق میں مقیم رہے اور آپؒ شام کے بڑے بزرگوں میں سے تھے۔)

آپؒ نے حضرت ذوالنون مصریؒ، ابو عبید بسریؒ اور محمد بن داؤد الدقی جیسی جلیل القدر شخصیات کی صحبت حاصل کی۔ آپؒ نہایت زاہد عالم تھے۔ آپؒ کا انتقال 306 ہجری میں ہوا۔

ابو بکر الدینوریؒ

آپؒ کا نام ''محمد بن داؤد'' ہے۔ ''ابو بکر'' کنیت ہے۔ آپؒ شام میں مقیم رہے لہٰذا آپؒ کا شمار بھی مشائخ و صوفیاء شام میں ہوتا ہے۔ آپؒ نے طویل عمر پائی۔ الرسالۃ القشیریۃ میں آپؒ کی عمر کے بارے میں یہ الفاظ منقول ہیں:

''وعاش ألکثر من مائۃ سنۃ''(23)

(اور وہ سو سال سے زیادہ زندہ رہے۔)

آپؒ کا انتقال 350 ہجری کے بعد ہوا۔

ابو نصر سراج الطوسیؒ

آپؒ کا نام ''عبد اللہ بن علی سراج الطوسی'' ہے۔ آپؒ معروف صوفی، فقیہ اور محدث ہیں۔ آپؒ کا تعلق اصل میں ایران سے تھا۔ ایران کے ایک علاقہ ''طوس'' میں آپؒ پیدا ہوئے اسی وجہ سے آپؒ نسبت الطوسی ہے۔ آپؒ نے مختلف علاقوں کی طرف سفر کیا جن میں بغداد، قاھرۃ، تبریز، الرملۃ، بصرۃ، نیشاپور اور دمشق شامل ہیں۔ خزینۃ الأصفیاء میں لکھا ہے:

"یہ اپنے زمانے کے بلند پایہ فقیہ و محدث، عالم و فاضل اور عارفِ کامل تھے۔ بغداد سے نقل مکانی کر کے دمشق جا کر سکونت پذیر ہو گئے تھے۔"[24]

آپؒ صاحبِ کرامت تھے۔ آپؒ نے علم تصوف پر سب سے پہلے مکمل کتاب لکھی جس کا نام "کتاب اللمع فی التصوف" ہے۔ اسی وجہ سے آپؒ کو "صاحب اللمع" بھی کہا جاتا ہے اور آپؒ کے زہد کے وجہ سے آپ کو "طاؤس الفقراء" بھی کہا جاتا ہے۔ آپؒ چوتھی صدی ہجری کے صوفیاء میں سے ایک تھے۔ آپؒ کا انتقال 370ھ یا 378ھ میں ہوا۔

اِمام غزالیؒ

اِن کا نام "محمد بن محمد بن محمد بن احمد" ہے۔ آپؒ طوس کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی پیدائش 450 ہجری میں ہوئی۔ آپؒ کا شمار پانچویں صدی ہجری کے جید صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپؒ شافعی تھے اور "الغزالی" کے نام سے معروف تھے۔ آپؒ کو "حجۃ الاسلام" کا لقب دیا گیا۔ ابن العربیؒ جیسے نامور صوفیاء آپؒ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ آپؒ نے دین کی اشاعت اور حصول کے لیے مختلف ممالک کے اسفار کیے۔ جن میں بغداد، شام، دمشق، مکہ مکرمۃ، مدینہ منورۃ وغیرہ شامل ہیں۔ آپؒ نے تصوف پر بہت کام کیا۔ آپؒ کے بارے میں لکھا ہے:

"ثم رجل الی الشام و أقام ببیت المقدس و دمشق مدۃ یطوف المشاھد و اخذ فی تصنیف کتاب الاحیاء فی القدس ثم أئمہ بدمشق "[25]

(اس کے بعد وہ شام کی طرف روانہ ہوئے اور بیت المقدس اور دمشق میں تھوڑا عرصہ قیام فرمایا اور مناظر کا طواف کیا اور القدس میں کتاب الاحیاء کی تالیف کی، پھر اُسے دمشق میں مکمل کیا۔)

آپؒ کا اپنے علاقہ طوس کی جانب لوٹ آئے تھے اور یہاں چند سال گزارے۔ آپؒ کا انتقال 505 ہجری میں ہوا۔

امام ابو الحامد الغزالیؒ کی پوری حیات مختلف علومِ دینیہ کے حصول و تبلیغ اور اُمتِ مسلمہ کی اصلاح میں گزری آپؒ نے فلسفہ سے ابتداء کی اور اس میں بہت گہرائی تک رسائی حاصل کی۔ پھر آپؒ نے تصوف کی طرف اپنا رُخ کیا اور تصوف و سلوک کی راہ پر گامزن ہوئے۔

آپؒ ایک عظیم فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مصنف بھی تھے۔ آپؒ نے عربی زبان کے علاوہ فارسی میں بھی کتب تحریر کیں:

1۔	کیمیائے سعادت	2۔	اَحیاء العُلوم
3۔	تھافۃ الفلاسفۃ	4۔	زاد الآخرۃ

ابن العربیؒ

اِن کا نام ''محی الدین محمد بن علی'' ہے۔ آپؒ کی کنیت ''ابو عبد اللہ'' اور لقب ''شیخ الا کبر'' ہے۔ آپؒ 560 ہجری میں اندلس میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے علوم و فنون اور حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی اور علوم و فنون میں اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ آپؒ نے مختلف علاقوں کی طرف سفر کیے جن میں مصر، حجاز اور ایشیاء کو چک کے بہت سے شہر شامل ہیں۔ ابن العربیؒ نے بہت سی روحانی مجلسوں میں بھی شرکت فرمائی۔ آخر میں آپؒ نے ملکِ شام کو اپنا مسکن بنالیا۔ آپؒ ''وحدۃ الوجود'' کے قائل تھے اور اِسی وجہ سے بہت سے فقہاء نے آپؒ کی مخالفت بھی کی لیکن اس کے دوسرے رُخ کو دیکھا جائے تو بہت لوگ آپؒ سے متاثر بھی تھے اور آپؒ کے عقیدت مند بھی تھے۔ آپؒ نے تصوف پر بہت کام کیا اور آپؒ کی کتب فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ بہت مشہور ہیں۔ اُردو دائرۃ معارف اسلامیہ میں لکھا ہے:

> ''بالآخر انہوں نے دمشق میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ جہاں وہ 638 ہجری میں وفات پا گئے۔ آپؒ کو جبلِ قادسیون میں دفن کیا گیا۔''[26]

آپؒ کے بارے میں آتا ہے کہ آپؒ روزانہ سو صفحات لکھا کرتے تھے۔ آپؒ نے بہت سی کتابیں لکھیں آپؒ کی تصنیفات کی تعداد بعض حضرات نے 800 سے زائد بتائی ہے ابنِ عربیؒ کی تحریر کردہ بہت سی کتب حوادث کی نذر ہو گئیں جبکہ متعدد کُتب آج بھی محفوظ حالت میں موجود ہیں جن میں معروف:

فتوحاتِ مکہ	فصوص الحکم
شجرۃ الکون	حلیہ ابدال وغیرہ شامل ہیں۔

ابن عربیؒ غیر معمولی صلاحیتوں اور خوبیوں کے حامل تھے۔ گذشتہ چند سالوں میں ابن عربیؒ کی بہت سی کتابوں کے دیگر زبانوں مثلاً انگریزی، اطالوی، ہسپانوی، جرمن اور فرانسیسی میں تراجم ہوئے۔ لہٰذا یہاں پر اب آپؒ کی چند تصنیفات کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

عبد الغنی نابلسیؒ

ان کا نام عبد الغنی بن اسماعیل بن عبد الغنی ہے۔ آپؒ 1050 ہجری ، 1641 عیسوی میں

دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپؒ فقہ حنفی کے بڑے عالم تھے۔ آپؒ اعلیٰ پائے کے صوفی، شاعر اور مصنف تھے۔ آپؒ نے اپنے وطن سے تعلیم حاصل کی اور ایک بہت بڑی جماعت کو اپنے علم سے سیراب کیا۔ آپؒ سرزمین شام کے ایک نامور صوفی تھے آپؒ نے اپنی زندگی کے سات سال فقہاء صوفیہ کے روحانی تجربات کی تحریروں کا مطالعہ کرتے ہوئے گزارے۔ آپؒ نے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں بہت سے ممالک جن میں یروشلم، مصر، استنبول، طرابلس، لبنان اور فلسطین وغیرہ شامل ہیں، اسفار کیے۔

آپؒ کے بارے میں آتا ہے کہ آپؒ نے 20 سال کی عمر میں ہی جامع اموی میں تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور جب آپؒ 25 برس کی عمر کو پہنچے تو اَدرنہ چلے گئے جو کہ اس زمانہ میں خلافت کا گڑھ تھا۔ پھر آپؒ نے حی المیدان جو کہ دمشق کی جنوب میں واقع تھا۔ وہاں قاضی کا عہدہ سنبھالا بعد ازاں آپؒ نے اس ملازمت سے بھی استعفیٰ دے دیا اور خود کو صرف تدریس وتصنیف کے لیے وقف کر دیا۔

آپؒ نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں جن میں چند کے نام یہ ہیں:

۱۔ خلاصۃ التحقیق فی مسائل التقلید والتلفیق ۲۔ نہایۃ المراد شرح ہدیۃ ابن العماد

۳۔ لؤلؤ المکنون فی الاخبار عما سیکون

حدائق الحنفیۃ میں آپؒ کی وفات کے بارے میں لکھا ہے:

"آپؒ نے 1144 ہجری میں وفات پائی۔"[27]

شیخ علی الدقرؒ

آپ کا نام "محمد علی بن عبدالغنی الدقر" ہے۔ آپ 1294 ہجری میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ چودھویں صدی ہجری میں شام میں ایک بڑے عالم اور صوفی تھے۔ آپؒ شام اور دمشق کے دوسرے شہروں اور دیہاتوں کی مساجد میں دعوۃ و تبلیغ کا کام کرتے تھے۔ لوگ آپ کی باتوں کو سُنتے اور عمل کرتے تھے۔

آپؒ شافعی مسلک سے تھے۔ آپؒ کے بارے میں علی الطنطاویؒ فرماتے ہیں:

"الرجل الذی ھز دمشق من أربعین سنۃ ھزۃ لما تعرف مثلھا من مئتی سنہ ، و صرخ فی أرجائھا صرحۃ الایمان۔"[28]

(یہ وہ شخص ہے جس نے 40 سال پہلے دمشق کو ہلا کر رکھ دیا تھا، ایسے ہلایا کہ جس کی مثال

دو سو سال میں نہ تھی اور اس نے پورے ملک میں ایمان کی فریاد بلند کی۔)

آپؒ دمشق اور شام کے دوسرے شہروں اور دیہاتوں کی مساجد میں دعوت و تبلیغ کے کام میں سرگرم رہتے تھے آپؒ کے علمی اور تبلیغی اسباق میں بڑے تاجروں اور مصلحین کا ہجوم ہوتا تھا۔ آپؒ ان کو باہمی تعاون، محبت اور ایثار کا درس دیتے اور ان کو دھوکہ دہی اور اجارہ داری سے منع فرماتے۔

آپؒ نے بہت سے شرعی اسکول اور ادارے قائم کیے جن میں دینی عقائد، شرعی احکامات اور علوم شرعیہ عربیہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ آپؒ نے غریب بچوں کی تعلیم کے لیے ایک انجمن قائم کی۔ آپؒ کا انتقال 1362 ہجری میں ہوا اور آپ مقبرہ باب الصعید میں دفن ہیں۔

یوسف نبہانیؒ

اِن کا نام "یوسف بن اسمٰعیل بن یوسف" ہے۔ آپؒ "علامہ نبہانی" کے نام سے معروف ہیں۔ آپ 1265 ہجری میں فلسطین کی ایک بستی میں پیدا ہوئے۔ یہ ایک ادیب، شاعر اور قاضی بھی تھے۔ انہوں نے جامعۃ الازھر جیسے نامور ادارے سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے تصوف میں بہت سے اکابرین سے فیض حاصل کیا۔ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانیؒ سرزمین فلسطین کے صوفی، شاعر اور بہترین مصنف تھے۔ آپؒ نے اکابر مشائخ سے علم حاصل کیا اور ان کی صحبت سے فیض پایا۔ آپؒ بیروت میں قاضی کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ آپؒ نے اپنی زندگی اللہ کی عبادت و ریاضت، تصنیف و تالیف وغیرہ میں بسر کی۔ آپؒ صاحب علم اور صاحب عمل شخصیت تھے۔ آپؒ نے بہت سے موضوعات پر کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ نے بہت سی کتب بھی لکھیں جن میں:

۱۔ الاحادیث الاربعین فی امثال افصح العالمین ۲۔ احسن الوسائل فی نظم اسماء النبی الکامل

۳۔ افضل الصلوات علی سید السادات ۴۔ جامع کرامات اولیاء

اور اس کے علاوہ بھی بہت سی کتب شامل ہیں۔ آپؒ کی وفات 1350 ہجری میں ہوئی۔

حسن حبنکۃ المیدانیؒ

شیخ حسن حبنکۃ المیدانی 1326 ہجری میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک فصیح و بلیغ خطیب تھے۔ آپ نے دین کی اشاعت کے لیے بہت کام کیا۔ آپ نے باقاعدہ جمیعۃ التوجیہ الاسلامی کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی اور اس کا مقصد اسلامی عُلوم کو پھیلانا تھا۔

آپؒ نے بھی دین وملت کی بہت خدمت کی۔ جامعۃ الازھر جیسے نامور ادارہ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپؒ نے دمشق کے سرکاری ہائی سکولوں میں بطور مدرس پڑھایا۔ آپؒ نے وزرات اوقاف سے وابستہ شرعی تعلیم کا محکمہ بھی سنبھالا۔ آپؒ شام میں وزارت تعلیم میں ریسرچ اتھارٹی کے رُکن بھی رہے۔

آپؒ جب وزارت اوقاف کا حصہ تھے تو اس وقت آپؒ متعدد اسکول قائم کیے جن میں دمشق اور حلب میں خواتین کے بھی دو اسکول قائم کیے۔ آپؒ ایک عالم مجاہد اور باعمل صوفی تھے۔ آپؒ نے بے شمار کتابیں تالیف کیں جن کی تعداد تقریباً30 بتائی جاتی ہے۔چند کتب کے نام یہ ہیں:

1۔ قواعد التدبر الامثل 2۔ معارج التفکر و دقائق التدبر

3۔ الامثال القرآنیۃ

آپ کا انتقال1398 ہجری میں دمشق میں ہوا۔

احمد کفتاروؒ

ان کا نام احمد بن محمد امین کفتارو ہے۔ آپ 1912م میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ فقہ شافعی کے پیروکار تھے اور اسلامی فکر کے مصلحین میں سے تھے۔ آپ کا تعلق نقشبندی سلسلہ سے تھا اور آپ جامعۃ بلاد الشام میں پڑھاتے بھی رہے۔ آپ کی بہت خدمات ہیں جیسا کہ آپ نے تأسیس رابطۃ العلماء فی الجمہوریۃ العربیۃ میں شرکت بھی کی۔ آپ دمشق میں مفتی کے عہدہ پر بھی رہے۔ آپ نے خواتین کے لیے ایک انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد بھی رکھی۔ آپ کا انتقال1425 ہجری،2004م میں ہوا۔

عبدالکریم الرفاعیؒ

عبدالکریم الرفاعی دمشق میں 1901م میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ملکِ شام کے جید علماء سے علم حاصل کیا۔ بعد ازاں آپ جامع زید بن ثابت میں امام، خطیب اور مدرس بھی رہے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی دعوۃ و تعلیم میں گزاری۔ آپ کا انتقال 1973م میں ہوا۔

مومنۃ بنت بھلولؒ

آپؒ کا شمار اپنے زمانہ کی عظیم صوفیات میں ہوتا ہے۔ آپ کا تعلق تیسری صدی ہجری سے ہے۔ان کے بارے میں ابوعبدالرحمٰن اسلمی فرماتے ہیں:

’’من عابدات دمشق‘‘[(29)]

(یہ دمشق کی عبادت گزار خواتین میں سے تھیں۔)

لبابۃ المتعبدۃؒ

یہ بیت المقدس کی رہنے والی تھیں اور ان کا شمار بھی اہلِ معرفت اور بہت عبادت گزاروں میں ہوتا ہے۔ محمد بن روح فرماتے ہیں:

''قالت لبابۃ المتعبدۃ إنی لأستحی من اللہ تعالیٰ أن یرانی مشغلۃ بغیرہ''(30)

(لبابۃ المتعبدۃ فرماتی ہیں کہ بیشک مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ وہ مجھے (عبادت کے علاوہ) کسی اور کام میں مشغول دیکھے۔)

دیگر صوفیاء فلسطین

خدشہ طوالت کی وجہ سے میں مزید صوفیاء کرام کی تفصیل درج کرنے سے قاصر ہوں لہذا ان کے صرف اسماء پر اکتفاء کرتی ہوں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

عمر بن عبد اللہ بن جعفر المعروف ابو الفرج الرقیؒ	عمر بن شریح الحضرمیؒ
عمر بن صالح بن ابی الزاھریۃؒ	عمرو بن اسلم العابدؒ
سلیمان بن صرد خزاعیؒ	عدنان السقاءؒ
حسام الفافورؒ	خالد العثمانی النقشبندیؒ
شیخ محمد رجب دیبؒ	شیخ رمضان البوطیؒ
شیخ سید النقشبندیؒ	شیخ عبد الرحمٰن الشاغوریؒ
ابو النور خورشیدؒ	شیخ محمد نبھانؒ
عبد اللہ سعید الرفاعیؒ	رابعۃ الشامیۃؒ
ام ہارون الدمشقیۃؒ	فاطمۃ الدمشقیۃؒ
ھرمنۃ بنت بھلولؒ	ریحانۃ الواھلۃؒ
حکیمیۃ الدمشقیۃؒ	رابعۃ بنت اسمٰعیلؒ وغیرہ

نتیجہ بحث

تصوفِ اسلامی کا اشاعتِ دین کے سلسلہ میں نمایاں کردار ہے۔ صوفیاء کرام نے ہر دور میں دینِ حق کو پھیلانے کے لیے محنت کی۔ یہ وہ سادہ مزاج ہستیاں ہیں جو دنیا سے بے رغبتی اختیار کیے خالص اللہ کی صحبت میں دین پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور خانقاہوں میں دنیاوی محبت سے بھرے ہوئے زنگ آلود دِلوں پر اللہ کی محبت کا رنگ چڑھاتے ہیں اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے کوششیں کرتے ہیں دورانِ تحقیق مقالہ ھذا سے اخذ ہونے والے چند نتائج درج ذیل ہیں:

- سرزمینِ بیت المقدس، فلسطین مسلمانوں کے لیے مذہبی اعتبار سے بہت اہمیت کی حامل ہے۔
- فلسطین کی اہمیت و فضیلت کئی جہات سے ثابت ہے۔
- تصوف بھی اسلام کے اجزاء میں ایک اہم جزء ہے۔
- صوفیاء کرام نے تمام اسلامی شعبوں میں خواہ وہ مذہبی شعبہ ہو، سیاسی یا معاشرتی شعبہ ہو، نمایاں خدمات سرانجام دیں ہیں۔
- سرزمینِ فلسطین وشام میں بھی بہت سے عظیم صوفیاء خدمتِ دین میں مصروفِ عمل رہے۔
- اس سرزمین پر متعدد صوفیاء کرام زیارت کی غرض سے بھی تشریف لائے اور یہاں دین کو پھیلانے کا سبب بنے۔
- تصوف کے بہت سے سلسلے ہیں۔ جن میں سے معروف سلاسل فلسطین میں بھی پائے جاتے ہیں اور ان کی خانقاہیں بھی موجود ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

1۔ المائدۃ(5)21

2۔ الانبیاء(21)71

3۔ ابنِ کثیر، اسمٰعیل بن عمر، امام، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ للنشر والتوزیع، السعودیہ، 1999م، ج:الخامس، ص:353

4۔ الاسراء(17)1

5۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، امام، صحیح البخاري، کتاب فضل الصلاۃ في مسجد مکۃ والمدینۃ، باب مسجد بیت المقدس، دار ابن کثیر، دمشق، ۲۰۰۲م، رقم الحدیث:1397(511)

6۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام، الجامع الکبیر، ابواب الفتن عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من قبل الحجاز، دار العرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۱ء، رقم الحدیث:2217

7۔ الحاکم، محمد بن عبد اللہ، امام، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن والملاحم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۲، رقم الحدیث:8555

8۔ عبد الحلیم محمود، ڈاکٹر، طہٰ عبد الباقی، کتاب اللمع، دار الکتب الحدیث، مصر، 1960ء، ص:46

9۔ عبد الحلیم محمود، ڈاکٹر، طہٰ عبد الباقی، کتاب اللمع، دار الکتب الحدیث، مصر، 1960ء، ص:۲۱

10. Browne, Edward G, Professor, A Literary History of Persia, T. Fisher Unwin, London, 1909ad, Volume: 1, page: 417

11۔ شاذلی، عبد القادر عیسیٰ، حقائق عن التصوف، (مترجم: پیر کرم شاہ الازہری)، زاویہ فاؤنڈیشن، لاہور 2011ء، ص:۲۱

12۔ السلمی، محمد بن حسین، طبقات الصوفیۃ، (تحقیق نورالدین)، مکتبۃ الخانجي، قاھرۃ، 1986ء، ص:166

13۔ نیکلسون، رینولد الین، التصوف الاسلام وتاریخہ، (ترجمہ: ابو العلاء العفیفي مطبعۃ الجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، ۱۹۴۶، ص:3

14. Martin Lings, What is Sufism, University of California Press, California, 1975, P-59

15۔ الجامی، عبدالرحمٰن، الملا، نفحات الانس من حضرات القدس، دارالکتب العلمیہ، بیروت، س ن، الجزء الاوّل، ص:60

16۔ اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، 1384ھ، طبع اوّل، ص:354

17۔ السلمی، ابوعبدالرحمٰن، الطبقات الصوفیۃ، کتاب الشعب، 1419ھ، ص:27

18۔ الاصفہانی، احمد بن عبداللہ، الحافظ، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، مکتبۃ الخانجی، قاھرۃ، 1416ھ، الجزء العاشر، ص:225

19۔ الجامی، عبدالرحمٰن، الملا، نعحات الانس من حضرات القدس، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، س ن، الجزء الاوّل، ص:45

20۔ ایضاً، ص:62

21۔ ابن عساکر، علی بن الحسین، الامام، تاریخ مدینۃ دمشق، دار لفکر للطباعۃ والنشر و التوزیع، بیروت، 1417ھ، الجزء السابع والاربعون، ص:340

22۔ ایضاً، الجزء الخامس والاربعون، ص:86

23۔ السلمی، ابوعبدالرحمٰن، الطبقات الصوفیۃ، کتاب الشعب، 1419ھ، ص:55

24۔ القشیری، عبدالکریم بن ھوازن، الامام، الرسالۃ القشیریۃ، مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1940ء، ص:30

25۔ لاہوری، غلام سرور، مفتی، خزینۃ الاصفیاء، (مترجمین: مفتی محمود عالم، اقبال احمد فاروقی)، مکتبہ نبویہ، لاہور، 1410ھ، ص:183

26. http://www.ghazali.org/articles/muntazim.htm 28-06-2022, 11:20 am

27۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، 1384ھ، طبع اوّل، :606

28۔ جہلمی، فقیر محمد، مولوی، حدائق الحنفیۃ، مکتبہ ربیعہ، کراچی، س ن، ص:458

29. https://www.wikipedia.org/wiki/%D8%B9%D9,08-08-2020, 05:30pm

30۔ السلمی، ابوعبدالرحمن، طبقات الصوفیہ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1419ھ، س:390